

تمام شعبہ ہائے زندگی میں اصل ہیں اور اس کے بغیر آدمی نامکمل ہے۔

علامہ کے کلام تصانیف اور ساری زندگی اس امر پر مائل ہے کہ علامہ مردِ خود آگاہ اور صاحب بصیرت تھے اور چرہی زندگی اسی فکر میں رہے کہ نئی نوع انسان کو اپنے آپ کی کھوئی ہوئی میراث مل جائے اور اپنی خودی سے آشنا ہو جائے اور جو اس کے اندر گہرے غایب ہے وہ پائے۔ علامہ علیہ الرحمہ نے اپنے کلام میں روح کو بھی خودی اور کہیں رازِ خدائی کہہ کر مخاطب کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ جب انسان کی خودی آشکار یعنی روح بیدار ہو کر مستقیم ہو جاتی ہے تو کائنات مسخر ہو جاتی ہے اور اس کی ابتداء مشق اور خود آگاہی سے ہوتی ہے اگر یہ نہ ہوں تو پھر عبادت بے سود اور محض مفلکت ہوتی ہے۔

علامہ اقبال کی روحانی و معاشرتی بصیرت



ملفوظات علامہ اقبال

بے ازل سے ان خیریں کے مقصد میں نکو ان کی فطرت کا کھانا ہے نماز بے قیام تحقیق کائنات کے رازِ ازل سے ہی عبادت ان کا مقصد قرار پائی مگر ان کی عبادت اس لئے ہے فرارِ حق ہے یہ نمازِ حقیقی کے منہم سے آشنا ہیں نہ قیام کی غایت سے آگاہ نہ سجدہ کی لذت سے آشنا۔ علامہ اہل مغرب پر اپنے مخصوص انداز میں تنقید کرتے ہیں کہ یہ قیام و درگاہِ خود اور رازِ ازل ہی سے الا مقصد ہے لیکن جو ایک مومن کو قیام و سکون میں لذت نصیب ہوتی ہے اس سے محروم ہے جیسا کہ صحتِ مبارک میں ہے۔

مفسرِ اسلام شاعر مشرق علامہ اقبال کے کلام کا اگر باہر مآثر مطالعہ کیا جائے اور اس کی پارسیوں کو سمجھا جائے تو آپ کو شاعرِ اسلام کہنا مناسب نہ ہوگا آپ نے مسلمانانِ عالم کی زندگی بیداری اور فلاح و سکون کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کر دی مقلد کی طرح جس کی دیکھا ہے جو کچھ میں نے اور دل کو بھی دکھلا دے اور دن رات کی محنت مشاقق سے خوابِ غفلت میں محوِ دفتوں کے خمیر کو چھوڑ کر چکایا نہ صرف غیروں کی غلامی سے آزادی بلکہ انسان کی روح کو بیدار کرنے کا فریضہ سرانجام دیا۔ علامہ ان عبادات و ملائحتوں کے مالک تھے جو

ایک مردِ مومن کو زندگی کے ہر شعبہ میں لازم امر ہیں جن کے بغیر ایمان کا زندہ رہنا محال ہے وہ تمام ملائحتیں آپ کے اندر بدرجہ اتم موجود تھیں علامہ ان مردانِ خود آگاہ میں سے ایک ہیں جو کبھی ہائی کبھی رومی اور کبھی یوہری کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اور عقلی زندگی کی وجہ سے خلقِ خدا کا جو خلق اپنے مولیٰ سے ٹوٹ چکا ہوتا ہے اسے رو اس کو اپنے انداز فکر اور روحانی طاقت سے اُپا کر کرتے ہیں اور مردہ دلوں کو حیات نو بخشنے ہیں جس کے نتیجہ میں اس سوئی ہوئی قوم کے اندر پھر وہی جذبہ حرارت بیدار ہو جاتی ہے کیونکہ کبھی قسطنطنیہ اور رومانیہ

ان العبد يما مي و بهم في الصلوة -

الصلوة معراج العومين -

یہ شرف جنگاوی سے محروم ہے جو عبادت کی روح ہے جب بندہ مجھ میں کہتا ہے سبحان ربی الاعلیٰ تو جواب آجائیک با حمدی۔

ہے طواف و حج کا پیکار اگر باقی تو کیا کدو کر رہی ہے مومن کی مچلے بے نیام اگر غارت کعبہ میں مٹا سک جگہ اگر ہے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا اصل بات یہ ہے کہ مسلمان کے کردار و عمل کی جو تکرار تھی اب وہ کدو ہو چکی ہے جس کی بدولت وہ مرد مومن تھا اب محض مسلمان ہے۔ اس کی نفاذ یعنی طواف نے دوسرے مقام پر پائی اتفاق فرمائی۔

دگوں میں وہ لہو باقی نہیں وہ دل وہ آرزو باقی نہیں نماز و روزہ قربانی و حج یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں

اصل جو حیرے اعتدوت اسی جانی تھی اور طاف اور اس کے پیارے محبوب سے تعلق تھا اب وہ باقی نہیں رہا جب تعلق ختم ہو گیا تو پھر ساری زندگی مسجد و کعبہ میں رہے تو بھی یکہ فرق نہیں آئے گا اور عمل سے غروی کا سبب بھی بیکہ ہے کہ وہ تعلق ختم ہو گیا ہے جب تعلق ختم ہوا تو جو عمل کے اعتدالت و طواف تھی وہ مرد و کیف و مستی جو ایک مومن کو انسان اسلام کے ادا کرتے وقت نصیب ہوتی تھی وہ ختم ہو گئی اور آج بھی وہ ہے کہ نماز و حج صوم و غیرہ ادا

کرنے کے باوجود طواف اسی جانی سے محروم ہیں۔

خودی ہے مردہ تو باوجود کاہ و فاش قسم خودی ہے زندہ تو سلطان جملہ موجودات جس کی خودی مردہ ہو چکی ہو تو وہ اس کے کی مانند ہو جاتا ہے جو ہوا کے دم پر گرمی کی برکس اس کے برعکس زندہ خودی انسان کو تمام دنیا کا فرماندار ہوا کرتی ہے۔

خودی ہے زندہ تو ہے موت اک مقام حیات کہ خلق موت سے کرتا ہے امتحان ثبات اگر خودی زندہ ہوا انسان کے اعتدال تو پھر اس کی موت نا نہیں بلکہ زندگی کے سفر میں ایک پڑاؤ کی مانند ہے صاحب خلق کے لئے موت اس امتحان کی صورت اختیار کر لیتی ہے جس کے بعد اسے دائمی زندگی نصیب ہوتی ہے پھر موت اس کے لئے موت نہیں رہتی بیکہ وہ عمل کی صورت اختیار کر لیتی ہے اور بیکہ وہ حیات جاودانی کی صورت اختیار کر لیتی ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں۔

الصوت جسر یو صل الحبيب الى الحبيب۔

اور ایک قول ہے۔
العومین حسی فی العللین۔
بیکہ دنیا سے شمل موج ابھر کر بیکہ دنیا کے پیلے میں اتر کر بیکہ دنیا کے ساحل سے گزر کر مقام اپنی خودی کا فاش تر کر اے مسلم زندگی کے سندر میں سے بیکہ لہر کی مانند ابھر کر نمایاں ہو کر بیکہ دنیا کے نہاں

عاندی تہ تک اتر کر بیکہ اپنی جوش و خروش میں ساحل پر گزر کر تو دنیا والوں پر اپنی خودی کے احتیاط کے لطف پہلوؤں کا نمایاں کر تو کون ہے اور حیرتی حقیقت کیا ہے حیرے اندر کونسا خواہش پیاں ہے۔

اے کہ طحانی سے روح حیرتی منضحل پیر ہے سوز سے احوال خودی کا مقام طحانی نے تجھ سے روح عمل ممکن کر حیرتی روح کو تو اس کا دوا ہے لہذا تجھے ہڈیوں کی تپش سے عاری اپنے غلطے بند میں اپنی کم شدہ خودی کو طحالی کر کے اے اس کے اعلیٰ مقام پر وہ پارہ ملا کر بنا ہوگا۔

خودی سے مردہ خود آگاہ کا جمال و جلال کہ یہ کتاب ہے باقی تمام قصیر خودی اور اس کی پیدا کردہ خود شافی فرد کو جلال و جمال کا حامل مرد مومن ہوا کرتی ہے اصل کتاب زیست تو خودی ہے باقی تمام امور زیست خودی کی قصیر اور مختصر سے بڑھ کر نہیں انسانی شخصیت اور کردار و عمل کی اساس خودی پر استوار ہے۔

مقام بندہ مومن کا ہے دوائے پیر زمین سے تا پہر شیا تمام لات و طائت خودی کے احتیاط کے بعد جب فرد مرد مومن بن جاتا ہے تو اپنی صلاحیتوں کی بناء پر وہ آسمانوں کی حدود سے بھی آگے نکل جاتا ہے خودی اے اس طرح سے کائنات کے طاق کا اور اک کرتی ہے کہ زمین سے لیکر آسمان کی بلندیوں تک پہنچے بھی داخل آسمان ہیں وہ ان

— اقبالیات — زندہ کن از صلا الصوف شاہک ہزار سالورا —

سب کی اسطیت سے آگاہ ہو جاتا ہے۔ وہ ہنگامے کے باعث راتیں بیدار رہتا ہے۔ درشل او نہ اس ننگوں چرخ
انہیں بھرتو کیا کرے گا وہ انہیں توڑنے کے حصے کے اس ارشاد مبارک کو رو نہ جاسکے۔ چرخ سے اڑے اڑے میں جوں کشیدہ
در پہ ہوتا ہے۔ ہر پریم گر نہیں جگہ بہت حق کعبہ سے شیطان دور رہتا ہے۔ وہ قوم بڑی ہی مبارک اور خوش نصیب ہے
ہوگا۔ وحدت او مستقیم از کثرت است جس نے اپنے مقام کو پایا ہو یعنی وہ اس کچھ

حکیم ذات ہے اس کا نظمیں الہی کثرت امور وحدت او وحدت است سے آگاہ ہو کر اس کی جلال کی خوبی سے ہے
نہ جرح و خاک لہ ہے نہ ہلوہ کاو مقام اس کی وحدت کثرت کی بدولت مضبوط
خودی کے باعث مرد مومن کو بہت بلند مقہم ہوتی ہے اور کثرت اس کی وحدت میں
مقام مل جاتا ہے لہذا وہ نہ تو اندھیری قبر کی مٹی کا پہنچ کر خود وحدت میں جاتی ہے مطلب یہ کہ فرد
صہر جاتا ہے اور نہ ہی کائنات تک محدود رہتا دوسرے افراد قوم کے ساتھ مل کر پائیدار و
ہے۔ جب یہ خودی سے آشنا ہو تو ہر پریمین و استوار ہوتا ہے کیونکہ وہ اکیلے نہیں رہتا بلکہ
زماں، یکتاں و مکمل کی قید بند سے آزاد ہو جاتا ہزاروں لاکھوں افراد اس کے ساتھ میں جاتے
ہے اور یہ ظاہری رو کا دیکھنا اسے پائیدار نہیں کر ہیں۔

سکتیں تو ملائے اسرار خودی کو اس لئے بیان ہر کہ آب از حرم ملت خود
کیا کہ خود ان خاکساز سے اپنی اساط کے مطابق شطہ ہائے لہر در عویش فرد
آگاہ تھے روحانی ہمسیر رکھتے تھے اور مرد خود فرد تھا از مقام داخل است
آگاہ تھے تو اس لئے ان ہار کیوں کو بیان کیا۔ توفیق آشتی را مال است
قلمی ہمسیرت: قوم با شہد آشنا گردا عرض

فرد را رہا جماعت رحمت است نرم روش ما گردا عرض
جمہر او را کمال از ملت است جس کسی نے ملت کے خوشے سے پانی نہ لیا
چاقولی با جمہر بار ہاں اس کے ساز میں لکھوں کے شعلے طغیر کر دے گئے
روقی ہنگامہ ازاد ہاں تھا فرد کے دل میں مقام عالی کی تحریک پیدا
حرز ہاں کن مکتبہ خیر الجہر نہیں ہو سکتی اور اسے قدرت نے جو مل کی قوت
ہست شیطان از جماعت دور تر دے رکھی ہے وہ رہا نکال جائے گی قوم اس کی
فرد کا جماعت کے ساتھ رہا پیدا کر نظر و فکر کو ایک ضابطے میں لاتی ہے وہ ہے
رحمت کا باعث ہے اس کے تمام جہروں یعنی مشہد جھوٹ نہیں رہتا بلکہ مہا کی طرح آہستہ

خوبوں کو ملت ہی کی بدولت کمال حاصل ہوتا آہستہ اور باقاعدہ چلنے لگے۔ اس دور اللہ پرستی نے تو انسانیت کے
ہے۔ جو کوشش کی اثری مدد تک جماعت کے چرخے کی چمک دیک اور ہی غم کر دیتی ہے
ساتھ وابستہ رہ اور میں تو آزاد لوگوں کے ایک لفظ تھیں ہے جو اس کی مصوری کا نتیجہ ہے

یہ لفظ ہر قول میں نہیں پہلے برابر ہے آج کا آدمی انسانیت سے دور ہو گیا ہے اور عقیدے میں کھو گیا ہے۔

لہذا فرض اس بات کا تقاضا کرتی ہیں کہ اسلام کی وحدت و یک کو پارہ پارہ کرنے کے لئے اس سے بچ کر کوئی عرب نہیں اسلامی ممالک میں فرنگی نظریہ و طبع کی اشاعت کی جائے آپ علیہ الرحمہ فرنگی نظریہ و طبع کو ایشیا اور خصوصاً اسلام کے لئے بہت بڑا خطرہ محسوس کرتے ہیں چنانچہ علامہ علیہ الرحمہ نے اپنی مہارک کا نصف حصہ اسلامی قومیت کی ترویج و ترویج میں گزارا۔

کرب اور غم کی، دینی و دنیوی مشکلات بلکہ ان سخت مسائل سے دوچار ہے، کرنٹن لوٹ مار، رجزی، بدامنی اور سخت گروہی، سپر روزگاری اور روز افزوں مہنگائی نے ہماری قوم کو طرپ میں جکا کر رکھا ہے ہر جگہ افسوس، غم اور ہجر کا رواج ہے ہر طرف لاقانونیت ہے پورا معاشرہ قتل و غارتگری، بدامنی عزت و آدمی کی پامالی اور عدم تحفظ کی لپیٹ میں آ چکا ہے۔

مسلمان کے خود را احسان کرد غبار راہ خود را آسماں کرد شرار شوق اگر داری لگاوار کہ ہاے آفتابی می توں کرد وہ مسلمان جس نے اپنا احتساب کیا اس نے اپنے راستے کے قہار کو آسمان و پائین اس احتساب سے قتل اس کی حالت قہار راہ کی جی جھوٹوں سے پامال ہو جاتا تھا اس احتساب سے اس نے بلند مرتبہ حاصل کر لی۔ اگرچہ میں عشق کی کوئی چنگاری ہے تو اس کی حفاظت کر کہ اس سے صحت کا کام لیا جاسکتا ہے۔

قوم مذہب سے ہے مذہب جو نہیں تم بھی نہیں حزب بانم جو نہیں عقلی انجم بھی نہیں اپنی ملت پر تو اس اقوام مطرب سے نہ کر خاص ہے ترکیب میں قوم رسول عالمی بمصلحت برساں غریبوں را کہ دیں ہر دوست اگر یہ از زبیدی تمام یلوس است علامہ فرماتے ہیں حضور مد جسو جھوٹ کے مقام تک رسائی حاصل کر کے مذہب اسلام کی اساس حضور ہی ہیں اسلام انہی سے ہے اگر کو وہاں تک نہیں پہنچ پاتا تو حیرے تمام احوال اہلباب کا طریقہ عمل قرار پائیں گے۔

علامہ نے اپنی پہری زندگی میں قصہ مسٹر کو بھی بھی مایوسی اور غامبیہ کی یادیں نکلی دیا بلکہ آپ فرماتے ہیں: خودی میں ڈوب ڈالنے سے ناسمیت ہو کہ اس کا چاک ہے در پردہ اہتمام رفو مسلمان کو پریشان کن حالات میں (لا لفظوا من رحمۃ اللہ) کا ذکر دیا گیا ہے کیونکہ ہر اعصری رات کے بعد ایک روغن مسج ضرور ہوتی ہے، ہر خزان کے بعد موسم بہار ضرور آتا ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ یہ ظلمت کوہ ملک اور یہ فتنہ معاشرہ امن کا گہوارہ بن جائے تو ہمیں علامہ کی روحانی اور فنی نصیحتات کو اپنانا ہوگا اور ہمیں سمجھنا ہوگا کہ دور حاضر میں علامہ کے روحانی اور فنی نظریات اعصری رات میں چراغ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

چا تا کار ایی است ہمازم قمار زندگی مردانہ ہمازم اسے میرے ہم نوا آؤ آؤ کہ ہم فکر اپنی قوم کی بھڑکی جائیں اس کے بجائے کام سنواریں اور زندگی کا دلیرانہ تکمیل تکمیل یعنی زندگی کی جھپٹوں کا مردانہ وار سامنا کریں۔ آئیں اور مگر ان مصائب و آلام کا مقابلہ کریں اور اس قوم کو اس ذلیل حالی سے نہایت دلانیں۔ مغربی مغربین قومیت کی بنیاد جغرافیائی حدود کو قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک قومیں اوطان سے بنتی ہیں یعنی ایک خاص جغرافیائی حد بندی کے اندر رہنے والے تمام لوگ ایک قوم ہوتے ہیں علامہ نے اس تصور قومیت کی نفی کی ہے ان کے خیال کے مطابق یہ پک کی

اس وقت تمام عالم اسلام اپنی تاریخ کے بدترین بحران سے دوچار ہے حضور نبی اکرم کے ارشاد گرامی (الکھرو ملۃ واحدہ) کے صدائق انصافے شرق و غرب میں تمام بیسائی، یہودی اشترائی اور لادینی قومیں اپنے ظاہری اختلافات اور باہمی جانفروشی کے باوجود مسلمانوں کے مقابلے میں باہم دکر و شکر ہوتی نظر آتی ہیں اس لیے مسلمان ایک شدت روحانی

دلیلی مسج روغن ہے ستاروں کی نگ تابی افق سے آتلب آہمرا کیا دور گراں خیالی شب گریزاں ہوگی آفتاب و خورشید سے یہ ہمیں مسموم ہوگا نغمہ توحید سے